AL-AẒWĀ الاضواء
ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904
Volume 35, Issue, 54, 2020
Published by Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, 54590 Pakistan

مذہب کی تعریف (Definition) اور مغربی فکر کی مشکلات کا تنقیدی مطالعہ

Defining Religion and Complications in its Definition in Modern Western Thought: Critical Assessment

ضیاء الرحمٰن ضیاء*
یاسر عرفات**

Abstract:
Religion has always been a major area of study in modern sociological studies in the west. Defining religion has also been a challenge for the modern western scholarship. What Religion is and what is not? Many definitions are produced in the response to this question. Consequently, we find different definitions of religion that are not only competing but sometimes contradicting each other. In this article, we tried to understand the background of the differences of western approaches on the definition of religion and its consequences on sociological studies of religion. The comparison of these definitions reveals that agreed-upon definition was never the objective of these studies and these were scholarly assumptions not an output of sociological study of religion. Hence, we cannot accept them as a result of discourse but it may provide initial bases to start research in the field.
Keywords: religion; western thought; sociology; spirituality

جدید مغربی فکر میں مذہب (religion) کی تعریف ہمیشہ سے ایک مسئلہ رہی ہے اور ابتداء سے ہی مغربی مفکرین مذہب کی تعریف پر متفق نہیں ہوسکے اگرچہ وہ مذہب کو انسانی زندگی کی دیگر سرگرمیوں سے الگ ایک مستقل حیثیت سے دیکھتے ہیں۔جدید مغربی لٹریچر میں مذہب (religion) کی تعریفات وقت کے ساتھ بدلتی رہی ہیں، انجام کار مذہب کے بارے میں آج بھی مغربی مفکرین انہیں مشکلات سے دوچار دکھائی دیتے ہیں جیسا کہ ابتدائی دور کے مفکرین کی صورت حال تھی۔ کسی بھی چیز کی تعریف وہ بنیادی نقطہ ہوتا ہے جو اس کی مجموعی

---

* لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان

تفہیم یعنی تصور کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس بنیادی نقطہ میں اختلاف کی وجہ سے ہمیں جدید مغربی فکر میں تصورِ مذہب پر مفکرین کی آراء ایک دوسرے سے مختلف اور بعض اوقات ایک دوسرے سے متضاد دکھائی دیتی ہیں۔ اس مضمون میں ہم مذہب کی تعریف کے حوالے سے مختصراً مغربی مفکرین کی آراء کا جائزہ لیں گے اور ان مشکلات کو جاننے کی کوشش کریں گے جو جدید مغربی فکر میں مذہب کی تعریف کے ضمن میں مفکرین کو درپیش رہی ہیں۔

مذہب کیا ہے اور کیا مذہب نہیں ہے؟ اس سوال کے جواب میں جدید مغربی مفکرین کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے نتیجتاً مطالعہ مذہب کے مغربی مفکرین کی طرف سے 'مذہب' کی کوئی متفقہ تعریف نہیں پیش کی جاسکی ہے۔ آج جس چیز کو مغربی فکر میں religion کی اصطلاح میں بیان کیا جارہا ہے وہ ایک جدید تصور ہے جس کے آثار ماضی میں نہیں ملتے، بالفاظ دیگر یہ اصطلاح خاص مغربی فکر کی نمائندگی کرتی ہے جو جدید دور میں پروان چڑھی اور اس کا اطلاق تمام مذہبی روایات پر بغیر کسی تخصیص کے کیا جانے لگا۔[1] مذہب کی تعریف پر عدم اتفاق اور مغرب کے تصورِ مذہب میں اس الجھاؤ متعدد وجوہات ہیں جن یں سے درج ذیل اہم ہیں۔

ان میں سے پہلی اور بنیادی وجہ دور جدید میں انگریزی زبان میں لفظ religion کا استعمال ہے۔ انگریزی زبان کا لفظ religion بنیادی طور پر لاطینی زبان سے مأخوذ ہے۔ لاطینی زبان میں مذہب کے لیے دو مختلف الفاظ نقل کیے گئے ہیں۔ جدید مغربی مصادر کے مطابق پہلا لفظ relegere ہے جسے سب سے پہلے رومی فلسفی سسرو (Cicero, 106-43 BC) نے استعمال کیا جس کے معنٰی بار بار کی کوشش سے اپنے آپ کو جفاکش بنانا ہے جبکہ دوسرا لفظ religare ہے جس کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں، جیسا کہ باندھنا (bind or fasten)، منسلک کرنا (attach)، اکٹھے کرنا (unite) اور جوڑنا (conjoin) وغیرہ بیان کیے گئے ہیں۔[2]

بہت سے مفکرین کا خیال ہے کہ یہ معانی ایک خاص ذمہ داری اور اطاعت کی نشاندہی کرتے ہیں جو مغربی لٹریچر میں یہودی اور مسیحی نقطہ نظر سے بیان ہوئی ہے۔[3] لفظ اور معنٰی کے مابین یہ ترکیب بنیادی طور پر چوتھی صدی عیسوی کے رومی ماہرینِ لغت کی وضع کردہ ہے جسے بعد میں مسیحی فلسفی لکٹانیٹس (Lactantius, 240-320 AD) نے استعمال کیا جبکہ سینٹ آگسٹین (St. Augustine, 354-430 AD) نے اسے باقاعدہ مسیحی علم الکلام کا حصہ بنادیا۔[4] مگر جدید مغربی معاشروں میں معروف معنوں سے ہٹ کر عام زندگی میں یہ لفظ بعض ایسی چیزوں کے لیے بولا گیا ہے جن کا روایتی مذہبی اصطلاح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ غالباً اس لیے ہے کہ مذہب مخالف رویے نے یا تو مذہب کو بالکل زندگی سے خارج کردیا یا پھر مذہب کے بیان کردہ معانی و مفاہیم کو بری طرح مسخ کرڈالا۔ یہی کچھ شاید لفظ religion کے ساتھ بھی ہوا ہے۔ مثلاً

فٹبال کے مشہور کھلاڑی Diego Maradona نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ فٹ بال کا کھیل محض کھیل نہیں رہا بلکہ یہ ایک مذہب کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اسی طرح BBC کے ایک صحافی Stephen Tomkins نے لکھا کہ فٹبال ایک نیا مذہب ہے جو کہ چرچ کی جگہ لے چکا ہے جس میں کھلاڑی دیوتا اور کھیل کے میدان میں لگے سٹینڈز چرچ کی قطاروں کی یاد دلاتے ہیں۔[5] بہت سے شائقین فٹبال سے اپنے تعلق کی بنیاد پر اسے ایک مذہب قرار دے سکتے ہیں، نیز انفرادی سطح پر فٹبال کے کھیل سے جذباتی لگاؤ کسی فرد کی زندگی کو ایک مقصد دے سکتا ہے اور اس میں اس کی دلی تشفی کا سامان بھی ہو سکتا ہے مگر علمی دنیا میں فٹبال کو معروف معنوں میں مذہب قرار نہیں دیا جاسکتا ہے، کیونکہ مذہب کی بنیادی خصوصیات اس میں نہیں پائی جاتیں۔ چنانچہ مغربی مفکرین کے پیش نظر مذہب کی تعریف کے ضمن میں یہ بنیادی سوال رہا ہے کہ کیا چیز مذہب ہے اور کیا مذہب نہیں ہے؟ فٹ بال اور مسیحیت میں کیا فرق ہے؟ نیز وہ کیا چیز ہے جو فٹبال کو مذہب سے مختلف بناتی ہے؟

مغربی مفکرین کے ہاں تصورِ مذہب کے ضمن میں دوسری پیچیدگی مغربی طرزِ فکر (mind set) ہے جو اپنی تمام تر تعقّلیت کے باوجود عیسائی پسِ منظر رکھتا ہے۔ دور جدید کے بہت سے مفکرین کے ہاں بیان کردہ تعریفات کا انحصار بنیادی طور پر کسی بھی مذہب کے بنیادی عناصر نہیں ہیں جو اس مذہب کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں بلکہ یہ تعریفات اپنی اصل کے اعتبار سے خاص مغربی فکر کی پیداوار ہیں جس کی بنیاد عیسائیت میں بیان ہوئے عقیدہ و عمل اور مذہبی ضابطے کے مابین تعلق قائم کرنے کے نظریے پر ہے۔[6] دورِ جدید کے مغربی مفکرین کے ہاں مذہب کی تعریف بنیادی طور پر ان فکری سانچوں پر مشتمل ہے جو عیسائی الٰہیاتی (Christian theology) پر مشتمل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدائی دور کے ماہرین مطالعہ مذہب نے دنیا کے سبھی مذاہب کو عیسائی نقطہ نظر سے سمجھنے کی کوشش کی ہے[7] اگرچہ بیسویں صدی عیسوی کے مغربی معاشروں میں مذہبی تکثیریت کے باعث عیسائی نقطہ نظر سے ہٹ کر مطالعہ مذہب کا رجحان پروان چڑھا ہے۔

مذہب کی تعریف کے حوالے سے تیسری مشکل ان تعریفات کا انتہائی اختصار (exclusive) یا اپنے مفہوم کے اعتبار سے بہت وسیع (broad) ہونا ہے۔ بعد کے ادوار میں جب دیگر علوم کا مطالعہ مذہب میں عمل دخل بڑھا تو مذہب کی مزید تعریفات ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ان تعریفات میں سے کچھ تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے محدود ہیں جبکہ کچھ ثقافتی پسِ منظر کے ساتھ خاص ہو گئیں ہیں۔ مثلاً ماہرین قانون کے ہاں مذہب کو انسان کے انفرادی یا اجتماعی حقوق کے ضمن میں لیا گیا ہے جس میں بحث کا دائرہ کار مذہب کے اجتماعی شعور (shared faith)، مذہبی اختلاف (religious conflict) یا کسی معاشرے کے لامذہب (atheist) ہونے تک

محدود ہے۔[8] ماہرین قانون کو مذہبی فلسفے سے کوئی دلچسپی نہیں رہی ہے، ان کی ساری توجہ مذہب کے بطور ایک انسانی حق پر مرکوز رہی ہے جس کی بنیاد پر وہ لوگوں کو مذہبی، روحانی اور دہریت میں تقسیم کرتے ہیں۔

اکیسویں صدی کے آغاز میں مذہب کے بارے میں مزید نظریات سامنے آنے سے مغرب کا تصورِ مذہب مزید مبہم ہو کر رہ گیا ہے۔ ان نظریات میں سے ایک نظریہ روحانیت (spirituality) اور مذہب (religion) کو ایک دوسرے سے الگ کرنا ہے اور روحانیت کو مذہب کے مقابلے میں ایک مستقل حیثیت سے پیش کرنا ہے۔ اکیسویں صدی کے آغاز سے بطور خاص اس نظریے کو مغرب میں پذیرائی ملنا شروع ہوئی اور مختلف عوامی جائزے بتاتے ہیں کہ یہ نظریہ (spiritual but not religious) مغربی مفکرین اور عام لوگوں میں مقبول ہو رہا ہے۔[9] روحانیت (spirituality) کے ضمن میں مغربی مفکرین کی پیش کردہ تعریفات کا جائزہ لیں تو یہ کہنا مشکل ہو گا کہ وہ روحانیت کو مذہب سے الگ کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ مثلاً Robert Wuthnow روحانیت کی تعریف کچھ اس طرح کرتے ہیں:

> "Spirituality can defined as a state of being related to a divine, supernatural or transcendent order of reality or, alternatively, as a sense of or awareness of a super reality that goes beyond life as ordinarily experience."10

(روحانیت کی تعریف انسان کی ایک ایسی حالت کے طور پر کی جاسکتی ہے جس کا تعلق خدائی ہستی، مافوق الفطرت یا حواس سے ماوراء حقیقت کے کسی نظام سے ہو، یا پھر اس کے متبادل اس سے مراد حقیقت کبریٰ کے متعلق ایسا شعور ہے جو انسان کی عمومی زندگی اور تجربے سے ماوراء ہے۔)

اس تعریف کے مطابق روحانیت ایک ایسی کیفیت ہے جس کا تعلق عقل سے ماوراء اور ہماری اس مادی دنیا کے نظام سے الگ کسی مقدس ذات سے ہے یا اس کے مقابل روحانیت سے مراد ایک ایسا شعور اور احساس ہے جو انسان کو حقیقت کبریٰ (Super Reality) جوڑتا ہے جو ہماری اس روز مرہ زندگی کی پشت پر کارفرما ہے۔ بیان کردہ تعریف میں super reality اور supernatural میں فرق کرنا مشکل ہے۔ اس لیے کہ دونوں حقیقت علیا (ultimate reality) کے مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں۔ روحانیت کو مذہب سے الگ کرنا بادی النظر میں مذہب کے عملی تقاضوں سے فرار کی ایک کوشش نظر آتی ہے اور بعض صورتوں میں اس کے پسِ پشت سیاسی عزائم کا احساس ہوتا ہے جس کا مقصد مذہب کو ایک انتہائی نجی اور ذاتی شے بنا کر عملی زندگی سے خارج کر دینا ہے۔

مغربی مفکرینِ سماجیات کی بیان کردہ تعریفات بنیادی طور پر تین اقسام پر مشتمل ہیں۔ پہلی قسم Substantive Definitions پر مشتمل ہے جو کسی بھی مذہب کو اس کے اساسی عناصر کی بنیاد پر بیان کرتی ہیں۔ ایسی تعریفات میں عموماً مذہب کی ان خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے جو اسے دیگر نظام ہائے زندگی سے ممتاز کرتی ہیں۔ ان تعریفات میں انسان اور مافوق الفطرت یا مافوق العقل یا غیر انسانی دنیا کے ساتھ اس کے تعلق کو بنیاد بنایا گیا ہے۔[11] مثلاً ابراہیمی مذاہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے ماننے والے ایک ہستی پر یقین رکھتے ہیں جو اپنی ذات میں واحد اور دیگر مخلوقات سے مختلف ہے۔ یہ ہستی مافوق الفطرت ہے اور دکھائی نہیں دیتی۔ اس ہستی کو یہودی Yahweh، عیسائی God اور مسلمان اللہ کے نام سے جانتے ہیں۔ اس ہستی پر ایمان جو کہ مافوق الفطرت ہے ان مذاہب کا لازمی جزو ہے۔ اسی طرح ہندومت میں بہت سے دیوتا جو غیر انسانی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگرچہ تفصیلات میں تمام مذاہب اس ہستی کی خصوصیات کے بارے میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں مگر اس کا مافوق الفطرت ہونا ایسی خصوصیت ہے جو تمام مذاہب میں مشترک ہے۔ چنانچہ مافوق الفطرت دنیا سے انسان کا تعلق مذہب کا ایک بنیادی عنصر ہے جس کے بغیر کوئی نظام زندگی مذہب نہیں کہلا سکتا۔ ایڈورڈ ٹیلر (Edward B. Tylor, 1832-1917 AD) کا شمار ابتدائی دور کے ماہرین مطالعہ مذہب میں ہوتا ہے، وہ مذہب کی تعریف کرتے ہوئے اس بنیادی خصوصیت کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

> "A Rudimentary definition of religion . . . seems best to fall back at once on this essential source . . . belief in Spiritual Beings"[12]

(ابتدائی طور پر مذہب کی تعریف۔۔۔ کا بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ ہم اس کے بنیادی مصدر کو بنیاد بناتے ہوئے [کہیں]۔۔۔ کہ [مذہب سے مراد] روحانی وجود پر یقین رکھنا ہے۔)

ٹیلر کے مطابق روحانیت ایک ایسا بنیادی عنصر ہے جو تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے اس لیے مذہب کی تعریف اسی قدرِ مشترک کی بنیاد پر کی جانی چاہیے۔ مذہب کے بارے میں ٹیلر کے خیالات کا بنیادی نقطہ (animism) یعنی روح کے اعتقاد پر مشتمل ہے۔ اس کے خیال میں تمام مذاہب کی ابتدائی شکل یہی (animism) یعنی ارواح پر یقین تھا جو بعد میں مختلف شکلیں اختیار کر گیا۔[13] تاریخی تبدیلیوں کے باوجود آج بھی تمام مذاہب میں یہ عنصر پایا جاتا ہے جس کی بنیاد پر ہم مذہب اور غیر مذہب میں تفریق کر سکتے ہیں۔ ٹیلر کا یہ نظریہ کہ مذہب کی بنیاد انسان اور مافوق الفطرت یا روحانی دنیا کے تعلق پر ہے بعد کے مفکرین کے ہاں بھی مقبول رہا۔ ٹیلر کی اس تعریف کے نتیجے میں مذہب پر تحقیق کے حوالے سے درج ذیل سوالات اہمیت اختیار کر گئے: مافوق الفطرت روحانی وجود کی ماہیت کیا ہے؟ انسان کے اس کے ساتھ تعلق اور اس پر اعتقاد کی ابتداء کب اور کیسی

ہوئی نیز فرد کی زندگی میں اس تعلق کے فکری و عملی اثرات کیا ہیں؟ وغیرہ۔ دوسری ہزاری کے اختتام پر معروف اسٹریلوی ماہر سماجیات Gary Bouma کی بیان کردہ تعریف سے Substantive Definitions کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

> "Religion is a shared meaning system which grounds its answers to questions of meaning in the postulated existence of a grate environing reality and its related sets of practices and social organization."[14]

(مذہب اجتماعی شعور کا ایسا نظام ہے جو اپنے جوابات کی بنیاد ان سوالات پر رکھتا ہے جن کا تعلق ایک تسلیم شدہ حقیقت [ذات] سے ہے جو ہماری اس زندگی سے ماوراء ہے۔ مذہب ان جوابات کی بنیاد پر ایک عملی نظام اور معاشرتی نظم و نسق تشکیل دیتا ہے۔)

اس تعریف کا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ مذہب ایک ایسا نظام زندگی ہے جس کا لازماً مافوق الفطرت حقیقت سے تعلق ہے۔ یہی نکتہ substantive definition کے مطابق مذہب کو دیگر نظام ہائے زندگی سے الگ کرتا ہے۔ مثلاً اشتراکیت زندگی کا ایک ایسا نظام پیش کرتی ہے جس کی بنیاد انسان اور کائنات کی مادی تعبیر ہے۔ substantive definition کے مطابق اشتراکیت کو ہم مذہب قرار نہیں دے سکتے کیونکہ یہ واضح طور پر خدا یعنی کسی مافوق الفطرت ہستی کے وجود سے انکاری ہے۔ اشتراکی فلسفے کے مطابق انسان کو پیش آنے والی مشکلات کی کوئی مافوق الفطرت وجہ نہیں ہے بلکہ یہ مشکلات سماجی طور پر موجود بعض طاقتور طبقوں کی طرف سے پیدا کردہ ہیں۔ چنانچہ ان مشکلات کے حل کے لیے کسی مافوق الفطرت ہستی کی طرف دیکھنا درست نہیں بلکہ ان کے حل کے لیے ایک مقابل معاشرتی سرگرمی درکار ہے۔ اسی طرح فٹبال کے ساتھ فرد یا افراد کے جذباتی تعلق کے باوجود وہ مذہب کی تعریف کے تحت نہیں آتا کیونکہ اس میں انسان کی دنیاوی زندگی سے ماوراء کسی حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

مذہب کی تعریفات میں دوسری قسم Functional Definitions پر مشتمل ہے۔ ان تعریفات میں مذہب کے معاشرتی کردار کو موضوع بنایا گیا ہے کہ کس طرح مذہب فرد، انسانی گروہ یا معاشرے کی سطح پر بحثیت مجموعی اثر انداز ہوتا ہے۔ فرانسیسی ماہر سماجیات ایمل درخائم (Emile Durkheim, 1858-1917 AD) مذہب کی تعریف کرتے ہوئے مذہب کی مافوق الفطرت جہت کی بجائے معاشرتی جہت کو نمایاں کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"Religion is a unified system of beliefs and practices relative to sacred things, that is to say, things set apart and forbidden . . . beliefs and practices which unite into one single moral community called a Church all those who adhere to them." [15]

(مذہب عقائد اور اعمال کا ایسا مجموعہ ہے جس کا تعلق مقدس اشیاء کے ساتھ ہے، جن کے بارے میں کہا جانا چاہیے کہ ایسی چیزیں جو الگ کردی گئی ہیں اور ممنوعہ ہیں ۔۔۔ عقائد اور اعمال جو ایک اخلاقی معاشرے کی صورت میں یکجا ہو جاتے ہیں، جن کے ماننے والوں کو چرچ کہا جاتا ہے۔)

درخائم مذہب کو بذات خود ایک مقصد کی بجائے کسی دوسرے مقصد کے حصول کا ذریعہ سمجھتا ہے اور وہ مقصد سماجی مضبوطی (social integration) اور ایک ایسا اخلاقی ضابطہ ہے جس پر معاشرے کے افراد کا اتفاق ہو۔ وہ مذہب کو خدا یا کسی مافوق الفطرت ہستی سے تعلق کی بجائے ایک معاشرتی ضرورت کے طور پر بیان کرتا ہے جس کی مثال اس گوند (glue) جیسی ہے جو معاشرتی مضبوطی کی ضامن ہے۔[16] مذہب کے دونوں پہلو، رسومات اور عقائد، اجتماعی شناخت کے لیے بنیاد فراہم کرتے ہیں اور اس کی بہترین مثال اسلام میں حج کی عبادت ہے جو دنیا بھر کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے، مختلف زبانیں بولنے والے اور مختلف نسلوں سے تعلق رکھنے والوں کو اجتماعی شعور اور شناخت عطا کرتی ہے۔ مذہب اپنے ماننے والوں کو خیر و شر کا ایک واضح تصور دیتا ہے جو معاشرے میں فکری یکسوئی اور عملی یکجہتی پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ معروف ماہر بشریات Clifford Geertz (1926-2006 AD) کی پیش کردہ تعریف functional definitions کو مزید واضح کرتی ہے۔

[Religion is] "a system of symbols which acts establish powerful, pervasive, and long lasting moods and motivations in men by formulating conceptions of a general order of existence and clothing these conceptions with such an aura of factuality that the moods and motivations seem uniquely realistic."[17]

(مذہب علامات کا ایسا نظام ہے جو افراد میں طاقتور اور دیرپا ذہنی کیفیت اور قوتِ محرکہ پیدا کرتا ہے۔ اس غرض کے لیے ایسے تصورات کو بروئے کار لایا جاتا ہے جو کائنات کے وجود اور اس میں پائے

جانے والے نظم کی وضاحت کرتے ہوں، نیز ان تصورات کو ایسے پُر اسرار انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ فرد یا افراد کو اپنی ذہنی کیفیت اور جذبات حقائق پر مبنی دکھائی دیتے ہیں۔)

Functional تعریفات کے مطابق مذہب کی تین بنیادی خصوصیات یا نتائج ہیں:

اول، مذہب انسانی زندگی کو بامعنی بناتا ہے۔ دوم، یہ انسانی زندگی کو مقصد عطا کرتا ہے۔ سوم، اور ان دونوں کے نتیجے میں ایک قابل اطمینان عمل کا شوق پیدا کرتا ہے۔[18]

اس موقع پر اگر ہم جائزہ لیں کہ کیا روایتی مذاہب کے علاوہ بھی یہ نتائج کسی دوسرے طرزِ زندگی سے حاصل ہو سکتے ہیں؟ ہم کہہ سکتے ہیں کہ فٹ بال بھی اپنے شائقین کی زندگی کو بامعنی، بامقصد اور عملی طور پر ایک فرد کو اطمینان دے سکتا ہے۔ چنانچہ functional تعریف کے مطابق فٹ بال، کمیونزم یا اشتراکیت کو مذہب کہا جا سکتا ہے حتیٰ کہ اس تعریف کے مطابق لبرل ازم اور سیکولرازم بھی مذہب کے دائرے سے باہر نہیں رہتے۔

مذہب کی سماجی تعریفات میں سے تیسری قسم social constructionist definitions کی ہے جو constructionism کے نظریے سے ماخوذ ہے۔ اس نظریے کے مطابق حقیقت کوئی خارجی چیز نہیں ہے بلکہ انسان اپنی ذہنی استعداد اور حالات کے مطابق خود حقیقت کو وجود میں لاتا ہے۔[19] چنانچہ مذہبی عقائد کا کوئی خارجی وجود نہیں ہے بلکہ یہ انسانی ذہن کی پیداوار ہیں جو انسانی تجربات اور ان پر انسانوں کے اتفاق سے وجود میں آئے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی دلیل مذہب (religion) کی کوئی متفقہ تعریف کا نہ ہونا ہے۔ مختلف زمانوں میں مختلف علاقوں کے رہنے والے لوگوں نے اپنی اپنی ذہنی استعداد اور حالات کے مطابق مذہبی عقائد ایجاد کیے جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے، اس لیے عملاً مذہب کی کسی متفق علیہ تعریف کا امکان نہیں ہے۔ اس نظریے کے مطابق مذہب ہمیشہ کسی مافوق الفطرت عقیدے کا محتاج نہیں ہوتا۔ اس اعتبار سے یہ تعریف Functionalist مکتبہ فکر سے ہم آہنگ ہے۔

درج بالا مغربی تعریفات کے عمومی جائزے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جدید مغربی لٹریچر میں مذہب کی متفق علیہ تعریف کا امکان نہیں ہے اور نہ ہی مغربی مفکرین کے پیش نظر کوئی ایسا ہدف تھا کہ وہ انسان کے مذہبی رویے کے بارے میں کوئی متفقہ نظریہ پیش کریں۔ مجموعی طور پر جدید سماجی علوم میں مذہب کی تعریف کے بارے میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بذات خود مذہب پر بحث کی صورت میں سامنے آنے والا نتیجہ نہیں ہے بلکہ مذہب کی دستیاب تعریفات کے ذریعے حتمی نتیجے تک پہنچنے کی ایک کوشش ہے۔ یعنی یہ تعریفات ایک

محقق کو یہ موقع فراہم کرتی ہیں کہ وہ مذہب کے بارے میں انسانی رویے پر اپنی تحقیق کا آغاز ان تعریفات و نظریات کی روشنی میں کر سکتا ہے۔

References

1 Brent Nongbri, *Before Religion: A History of a Modern Concept*, London: Yale University Press, 2013, p. 12

2 Gove , P. B. (ed.) *Webster's International Dictionary*, London: G. Bell & Sons, 1961, p. 1918

3 Cipriani, R. "Religion," In *The Blackwell Encyclopedia of Sociology*, ed. Ritzer, G., Oxford: Blackwell Publishing, 2007, p. 3862

4 Hoyt, S. F. "The Etymology of Religion," *Journal of the American Oriental Society*, 1912, Vol. 32, (2), pp. 126-129

5 Andrew Singleton, *Religion, Culture and Society*, London: Sage, 2014, p. 4

6 Talal Asad, *Genealogies of Religion*, London: The John Hopkins University Press,1993, p. 28

7 J Garrod, MM Jones, *Religion and Belief*, Palgrave: Macmillan, 2009, p. 3

8 Andrew Singleton, *Religion, Culture and Society*, London: Sage, 2014, p. 4

9 Smith, C., Denton, M., *Soul searching: The Religious and Spiritual Lives of American Teenagers*, Oxford University Press, 2005, p. 77

10 Wuthnow, R., *America and Challenges Religious Diversity*, New Jersey: Princeton University Press, 2005, p. 307

11 Andrew Singleton, *Religion, Culture and Society*, London: Sage, 2014, p. 4

12 E. B. Tylor, *Primitive Culture: Researches into the Development of Mythology, Philosophy, Religion, Art, and Custom*, London: John Murray, 1871, vol. 1, p. 424

13 ibid

14 G. D. Bouma, *Religion: Meaning, Transcendence and Community in Australia*, Australia: Longman Cheshire, 1992, p 17

15 Emile Durkheim, *The Elementary Forms of Religious Life*, Fields, K. E.(tr.) , New York: The Free Press, 1995, p. 43

16 J Garrod, MM Jones, *Religion and Belief*, Palgrave: Macmillan, 2009, p. 3

17 Geertz, C. and Banton, M., *Religion as a Cultural System,* England: Tavistock, 1966, p. 16
18 Andrew Singleton, *Religion, Culture and Society*, London: Sage, 2014, p. 9
19 C. Sandvoss, "Social Constructionism," In *Cambridge Dictionary of Sociology*, ed. B.S. Turner, Cambridge: Cambridge University Press, 2006, p. 569